نکاح ایک وسیع الاثر معاہدہ ہے

(فرمودہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

۲۹۔ جنوری ۱۹۳۳ء بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے باوجود ناسازی طبع حکیم فضل الرحمٰن صاحب کے گھر تشریف لے جا کر ان کی ہمشیرہ کا نکاح پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں ہر ایک معاہدہ کہ نکاح بھی ایک معاہدہ ہی ہے دوسرے سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے ایک شخص میوہ فروش کی دکان پر جاتا ہے اور اس سے کچھ میوہ خریدتا ہے ان کا جو یہ لین دین ہوتا ہے اس کا اثر چند گھنٹوں کے اندر اندر ختم ہو جاتا ہے۔ وہ میوہ اچھا ہو گا یا برا، لذیذ ثابت ہو گا یا بدمزہ، وہ صحت پیدا کرنے والا ہو گا یا صحت کو نقصان پہنچانے والا عام طور پر اس کا اثر محدود ہوتا ہے۔ اگر لذت یا بدمزگی کا سوال ہو تو چند ساعت کے اندر اندر اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اگر صحت یا بیماری کا سوال ہو تو وہ بھی تھوڑے عرصہ کے اندر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ کوئی وبائی کیڑے میوہ میں داخل ہو گئے ہوں تو اور بات ہے۔ اسی طرح ایک شخص جو دکان سے ترکاری خریدے گا اس کا اثر میوہ سے زیادہ ہو گا گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ دو گھنٹہ تو اس ترکاری کو پکانا پڑے گا پھر کھانے اور اس کے ہضم ہونے تک اس سے تعلق قائم رہے گا پھر جو شخص کپڑا خریدے گا اس کا ان کپڑوں سے تعلق چھ ماہ سال دو سال تک رہے گا۔ پھر جو مکان بنائے گا اس مکان سے تعلق حسب مراتب پچاس، سو ڈیڑھ سو سال رہے گا۔ لیکن شادی ایک ایسا فعل ہے کہ اس کا اثر لمبے زمانہ تک چلتا ہے اور ہوتا بھی وسیع ہے۔ بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ

میاں اور بیوی کا تعلق پیدا ہو گیا مگر یہی نہیں ہوتا بلکہ میاں اور بیوی کے ماں باپ بھی اس تعلق میں شامل ہوتے ہیں، ان کے بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں، پھر آگے دوست وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قصہ سنایا کرتے تھے اس میں ذکر تو ایک جانور کا ہے مگر نصیحت کے طور پر بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کسی کا ریچھ کے ساتھ دوستانہ تھا۔ اس شخص کی بیوی روز اسے برا بھلا کہتی کہ ریچھ سے دوستانہ کا کیا مطلب کبھی غصہ میں آکر اس نے ریچھ کے سامنے بھی ایسی باتیں کہیں جن میں ریچھ کی تحقیر کی گئی۔ ایک دن ریچھ نے اپنے دوست سے کہا میرے سر پر کلہاڑا مارو اس نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے میں تو تمہیں اپنا دوست سمجھتا ہوں۔ ریچھ نے کہا نہیں میں جو کہتا ہوں تم ضرور مارو آخر اس نے اسی طرح کیا اور ریچھ زخمی ہو کر چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آیا اور اپنے دوست سے کہنے لگا میرے سر کو دیکھو وہ زخم کہاں ہے؟ اس نے دیکھا تو معلوم ہوا زخم مندمل ہو چکا ہے۔ ریچھ نے کہا دیکھو وہ زخم تو مٹ گیا مگر تمہاری بیوی نے جو باتیں کہی تھیں ان کا زخم ابھی تک ویسا ہی ہے۔

یہ ایک قصہ ہے پرانے زمانہ میں لوگ بادشاہوں اور امراء کے ڈر سے کہ وہ تشدد نہ کریں ان کے ناموں کی بجائے جانوروں کے نام رکھ لیا کرتے تھے۔ غرض بیاہ شادی کا اثر دوستوں پر بھی پڑتا ہے۔ ایسی بیویاں ہوتی ہیں جو دوستیاں تڑوا دیتی ہیں یا بنا دیتی ہیں۔ پھر محلہ والوں پر شادی کا اثر پڑتا ہے۔ کوئی عورت محلہ میں ایسی آجاتی ہے جس سے سب محلہ والے تنگ ہو جاتے ہیں اور کوئی ایسی آتی ہے کہ سب خوش ہوتے ہیں۔ پھر اولاد کے لحاظ سے اثرات بہت وسعت اختیار کر لیتے ہیں۔ کوئی اولاد اچھی ہوتی ہے اور کوئی بری، کوئی ماں باپ کے نام کو روشن کر دیتی ہے اور کوئی ان کے لئے سامان ندامت پیدا کرتی ہے۔ مجھے ہمیشہ خیال آیا کرتا ہے کہ ابوجہل کے ماں باپ کی جب شادی ہوئی ہوگی تو بڑی دھوم دھام سے ہوئی ہوگی کیونکہ ان کا خاندان وجاہت کے لحاظ سے بڑے پایہ کا خاندان تھا اس دھوم دھام کا دسواں حصہ بھی رسول کریم ﷺ کے والدین کی شادی پر نہ ہوا ہوگا کیونکہ آپ کا خاندان مذہبی طور پر معزز سمجھا جاتا تھا دنیوی لحاظ سے ابوجہل کے خاندان جتنا اثر حاصل نہ تھا۔ اس وقت کسی کو کیا پتہ تھا کہ ابوجہل کے والدین کی شادی کا کیا نتیجہ نکلے گا اور رسول کریم ﷺ کے والدین کی شادی کا کیا۔ تو شادی کے آئندہ جا کر بھی وسیع اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

غرض نکاح اثرات کے لحاظ سے جتنی وسعت رکھتا ہے اور بہت کم ایسی چیزیں ہوتی ہیں جیسے مذہب اور حکومتوں کے معاہدات۔ مگر جو معاملات گھروں میں ہوتے ہیں ان میں نکاح جیسی مثال نہیں مل سکتی اس وجہ سے شریعت نے اس کے متعلق ہدایات دی ہیں۔ خطرات سے بچنے کے طریق اور فوائد کے حصول کے ذرائع بتائے ہیں۔ اب وقت اتنا نہیں کہ ان باتوں کی تفصیل بیان کروں اور مختلف خطبات میں بیان کرتا ہی رہتا ہوں۔ یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ کبھی ختم ہی نہیں ہوتا۔ قرآن مجید نے جس مضمون کو بھی لیا ہے اسے غیر محدود اور کبھی ختم نہ ہونے والا بنا دیا ہے۔ یہ بھی اسلام کی صداقت کا ایک ثبوت ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہے کہ غیر محدود چیز غیر محدود منبع سے ہی نکل سکتی ہے۔

بہرحال نکاح کے بارے میں اسلام نے جس بات پر زور دیا ہے وہ اتقاء ہے عام طور پر لوگ اس کے معنے نہیں سمجھتے وہ اتقاء کے معنے یہی کرتے ہیں کہ ڈرو مگر اس کے یہ معنی ہیں کہ ایسا انسان اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے کہ یقین اور وثوق سے اپنے معاملات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں دے دیتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی الہام ہے گو وہ پرانا مصرعہ ہے کہ

ے سپردم بتو مایہ خویش را

اس حالت میں انسان کلی طور پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے ڈال دیتا ہے اور اپنے آپ کو بالکل مردہ سمجھ لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے ایک حیوان کے آگے بھی اگر انسان گر جائے تو وہ اس پر حملہ نہیں کرتا۔ پھر خدا تعالیٰ کے آگے جو گر جائے اس پر کیونکر حملہ کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے آگے گرنا ہی اصل تقویٰ ہے جب یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ خود حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں نکاح کے موقع پر تقویٰ حاصل کرنے کا حکم دے کر اشارہ کیا گیا ہے۔

(الفضل ۹۔ فروری ۱۹۳۳ء صفحہ ۵)